اسبابِ ورودِ حدیث کی اہمیت، حدیثِ عمران بن حصین کے تناظر میں

The Importance of Asbab al-Wurud al-Hadith in the Context of the Hadith of Imran bin Husain (RA)

Hafiz Abuzar Ghaffari
PhD Scholar, Department of Hadith
The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan
Email: abuzarghaffari987@gmail.com
Dr Muhammad Zahid Zaheer Iqbal
Lecturer, Department of Hadith
The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan
Email: zahid.zaheer@iub.edu.pk

Abstract
The article revolves around the hadith of Imran bin Husain, may Allah be pleased with him, in which a sick person is allowed to pray according to his ability. Its background was his illness of piles, about which he asked, and the Prophet, peace be upon him, instructed him to pray standing, then sitting, then lying on his side. On this basis, the article explains issues such as the obligation of standing in obligatory prayer, standing for Takbir-e-Tahrima, knee pain, praying alone behind a row, prayer in a vehicle, praying ahead of the Imam in the Haram, sutrah, and throwing pebbles in a crowd. In every case, the basic principle is the same: when a person is unable to perform an obligation, it is waived for him, because Allah does not burden anyone beyond his capacity.
Keywords: Asbab al-Wurud al-Hadith, Hadith of Imran bin Husain (RA), Concession in Shariah, Occasion of Hadith, Context of Hadith, Rukhsah, Hadith Studies

تعارف

حدیث کو صحیح طرح سمجھنے کے لیے صرف اس کے الفاظ کو پڑھ لینا کافی نہیں ہوتا، بلکہ یہ جاننا بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ حدیث کس وقت اور کس پس منظر میں کہی گئی تھی۔ حدیث کے اس پس منظر کو ہی سببِ ورود کہا جاتا ہے۔ اگر ہم کسی حدیث کے الفاظ تو پڑھ لیں، لیکن یہ نہ جانیں کہ اس کا سبب ورود کیا ہے، تو ہم اس کا مطلب سمجھنے میں غلطی کر سکتے ہیں۔ کبھی ہم ایک خاص آدمی کو دی ہوئی اجازت کو سب کے لیے سمجھ لیں گے، اور کبھی ایک وقتی حکم کو ہمیشہ کا حکم سمجھ لیں گے۔ اس لیے حدیث کا سبب جاننا، حدیث کو صحیح طرح سمجھنے کی چابی ہے۔ اسبابِ ورود کے

موضوع پر جو مقالے لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ مقالے صرف حدیث کی پہچان کے بارے میں ہیں، اور کچھ کا تعلق فقہ اور عملی مسائل سے ہے۔ یہ آرٹیکل اس دوسری قسم میں آتا ہے۔اس آرٹیکل میں ہم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث کو لیا ہے۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر بیٹھ بھی نہ سکو تو کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھو۔ یہ حدیث بظاہر بہت چھوٹی سی لگتی ہے، لیکن اس کا سبب جاننے کے بعد اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ حضرت عمران رضی اللہ عنہ کو بواسیر کی بیماری تھی۔ اس بیماری کی وجہ سے ان کے لیے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل تھا۔ اس لیے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نماز کیسے پڑھوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ ترتیب بتائی۔ اس سے ہمیں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ یہ حدیث کسی صحت مند آدمی کے لیے نہیں تھی، بلکہ ایک بیمار اور مجبور آدمی کے لیے تھی۔ شریعت نے بیمار کو یہ آسانی دی ہے کہ وہ جس قدر طاقت رکھتا ہے، اسی کے مطابق نماز پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ اس آرٹیکل میں جائزہ لیں گے کہ ایک حدیث اور اس کے سبب سے علماء نے نماز کے اور دیگر کتنے مسائل حل کیے ہیں۔ اس آرٹیکل کا مقصد یہ ہے کہ ہم اسبابِ ورود کی اہمیت کو سمجھیں، اور یہ جانیں کہ ایک حدیث کا سبب جان لینے سے فقہ کے کتنے دروازے کھل جاتے ہیں، اور غلط فتویٰ سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صل قَائِما فَإِن لم تستطع فقاعدا فَإِن لم تستطع فعلى جنب"[1]

نماز کھڑے ہو کر پڑھو، پھر اگر تم کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر پڑھو، پھر اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھو تو کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھو۔

سببِ ورود

اس کا سببِ ورود بخاری میں ان سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

"كَانَت بِي بواسير فَسَأَلت النَّبِي صلى الله عليه وسلم عَن الصَّلَاة فَقَالَ صل فَذكره"

مجھے بواسیر کی تکلیف تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نماز پڑھو اور یہی بات ذکر فرمائی۔

سبب ورود کی اہمیت

اسبابِ ورودِ حدیث کی اہمیت یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب اس کے سبب کے بغیر صحیح طرح سمجھ نہیں آ سکتا۔ آرٹیکل میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث بار بار آئے گی۔ اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر۔ اگر ہم صرف ان الفاظ کو دیکھیں تو ہمیں یہ پتہ نہیں چلے گا کہ یہ حکم کس کے لیے ہے۔ لیکن جب ہم اس کا سببِ ورود دیکھتے ہیں تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ سبب یہ تھا کہ حضرت عمران کو بواسیر کی تکلیف تھی، اس لیے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں پوچھا۔ اس سبب سے ہمیں کئی باتیں سمجھ آتی ہیں۔ مثلاً یہ حدیث مریض کے لیے ہے، صحت مند کے لیے نہیں ہے۔ سبب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ شریعت میں رخصت عذر کی وجہ سے ملتی ہے۔ جیسے عمران رضی اللہ عنہ بیماری کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھ سکتے تھے۔ جب آدمی عاجز ہو جائے تو واجب اس سے ساقط ہو جاتا ہے، کیونکہ اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ ایسے ہی سببِ ورود سے حکم کی ترتیب سمجھ آتی ہے۔ پہلے قیام، پھر قعود، پھر کروٹ پر۔ یہ ترتیب اس لیے ہے کہ عمران رضی اللہ عنہ نے اپنی بیماری کے مطابق پوچھا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طاقت کے مطابق درجے بتائے۔ سببِ ورود غلط فتویٰ سے بچاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس حدیث کو سبب کے بغیر پڑھے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ ہر آدمی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ لیکن سبب کو دیکھنے سے یہ غلطی ختم ہو جاتی ہے، کیونکہ پتہ چل جاتا ہے کہ یہ اجازت صرف عاجز کے لیے تھی۔ اس لیے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسبابِ ورودِ حدیث حدیث کو سمجھنے کی چابی ہے۔ اس کے بغیر ہم حدیث کے الفاظ تو پڑھ لیں گے، لیکن اس کا صحیح مطلب اور اس کا صحیح موقع نہیں سمجھ سکیں گے۔

فقہاء و محدثین نے حضرت عمرانؓ کے سوال کی وجہ سے جو فرمان نبوی ﷺ جاری ہوا، اس سے متعدد مسائل کو حل کیا۔ مختلف فقہی استنباطات سے امت کے لیے آسانی کے دروازے کھلے، اور بہترین راہ نمائی ملی۔ ذیل میں چند مسائل کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نماز کے ارکان

نماز کے چودہ رکن ہیں، پہلا رکن یہ ہے کہ جو آدمی کھڑا ہو سکتا ہے وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے، اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے:

"حَافِظُواْ عَلَى الصَّلَوَاتِ والصَّلَاةِ الْوُسْطَى وَقُومُواْ لِلّهِ قَانِتِينَ"[2]

نمازوں کی اور درمیانی نماز کی حفاظت کرو اور اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہو جاؤ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمران بن حصین سے فرمایا تھا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر، اور آپ خود بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ نماز ویسے پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔

"ولم يصل جالساً إلا عند العجز، فالواجب على جميع المكلفين من الرجال والنساء أن يصلوا قياماً مع القدرة في الفريضة، أما مع العجز لمرض أو كبر سن فلا بأس أن يصلي قاعداً، ولا نعلم في هذا خلاف بين أهل العلم۔"[3]

اور آپ نے بیٹھ کر نماز صرف مجبوری میں پڑھی ہے، اس لیے ہر مرد اور عورت پر لازم ہے کہ فرض نماز میں طاقت ہو تو کھڑا ہو کر پڑھے، ہاں بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

فرض نماز میں قیام

فرض نماز میں جو آدمی کھڑا ہو سکتا ہے اس کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہے، اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اور کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو، اتنا سیدھا کہ اگر ہاتھ نیچے کرے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں، اور یہ کھڑا ہونا تکبیر سے لے کر رکوع تک فرض ہے۔ مالکی کہتے ہیں کہ تکبیر اور سورہ فاتحہ اور رکوع کے لیے جھکنے کے وقت کھڑا ہونا فرض ہے اور سورت پڑھتے وقت سنت ہے، اس لیے اگر سورت پڑھتے وقت کسی چیز سے ٹیک لگا لے کہ اگر وہ ہٹ جائے تو گر جائے تو نماز خراب نہیں ہو گی، لیکن اگر سورت پڑھتے وقت بیٹھ جائے تو نماز خراب ہو جائے گی، اور جو آدمی صرف کھڑا ہو سکتا ہے رکوع سجدہ نہیں کر سکتا اس پر بھی زیادہ تر علماء کے نزدیک کھڑا ہونا لازم ہے، حنفی کہتے ہیں اسے اختیار ہے چاہے کھڑا ہو یا بیٹھے اور بیٹھنا بہتر ہے، اور جو آدمی کمزور ہو جائے اس پر حنفیوں اور احمد اور بعض شافعیوں کے نزدیک لازم ہے کہ لاٹھی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بوڑھے ہو گئے تو آپ نے مصلے میں ایک ستون بنا لیا تھا جس پر ٹیک لگاتے تھے، اور مالکیوں کے نزدیک ٹیک لگانا لازم نہیں بلکہ اچھا ہے، اور اگر بغیر کسی مجبوری کے ٹیک لگائے تو حنفیوں کے نزدیک نماز ہو جائے گی لیکن مکروہ ہو گی، اور مالکیوں اور زیادہ تر شافعیوں اور حنبلیوں کے نزدیک اگر ایسی ٹیک لگائے کہ وہ ہٹ جائے تو گر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی، اور یہ سب فرض نماز کی بات ہے، نفل میں بغیر مجبوری کے ٹیک لگانا زیادہ تر علماء کے نزدیک جائز ہے، اور ایک خاص بات یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خاص اجازت تھی کہ آپ بغیر مجبوری کے فرض نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے تھے، اور آپ کا بغیر مجبوری کے بیٹھ کر نفل پڑھنا بھی کھڑے ہو کر پڑھنے جتنا ثواب رکھتا تھا، جیسا کہ عبد اللہ بن عمروؓ نے آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے فرمایا:

"أجَلْ ولكنى لست كأحد منكم" [4] میں تم جیسا نہیں ہوں۔

جو آدمی کھڑا ہو سکتا ہو وہ فرض نماز بیٹھ کر پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہو گی اور وہ گناہگار ہو گا۔ اگر مجبوری سے بیٹھ کر فرض یا نفل پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے جتنا ہی ثواب ملے گا، کیونکہ حدیث میں ہے:

"إذا مرض العبد أو سافر، كتب الله له ما كان يعمله وهو صحيح مقيم" [5]

جب بندہ بیمار ہو جائے یا سفر کرے تو اللہ اس کے لیے وہی لکھ دیتا ہے جو وہ صحت اور گھر میں کرتا تھا۔ [6]

قیام کی فرضیت پر فقہاء نے دلائل یہ دیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ [7]

اللہ کے سامنے ادب سے کھڑے ہو جاؤ۔

اور عمران بن حصین کو بواسیر تھی تو انہوں نے پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صل قائماً. فإن لم تستطع فقاعدا. فإن لم تستطع فعلى جَنْب أخرجه البخارى والنسائى وزاد: فغن لم تستطع فمستلقيا " لا يكلف الله نفساً إلا وسعها [8]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر، اور نسائی کی روایت میں ہے کہ نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر، اور اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا

الموسوعہ الفقہیہ الکویتیہ میں ہے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا واجب ہے، اس شخص پر جس پر قیام فرض ہے، اور قیام پیٹھ کو سیدھا رکھنے سے متحقق ہوتا ہے، پس تکبیر تحریمہ کو بیٹھ کر یا جھک کر کہنا کافی نہیں ہے، اور قیام سے مراد وہ قیام ہے جو حکمی قیام کو بھی شامل ہو تاکہ عذر کی وجہ سے فرائض وغیرہ میں بیٹھنا بھی اس میں آ جائے، طحاوی نے کہا:

"ليس الشرط عدم الانحناء أصلا، بل عدم الانحناء المتصف بكونه أقرب إلى الركوع من القيام" [9]

شرط یہ نہیں ہے کہ جھکنا بالکل نہ ہو، بلکہ شرط یہ ہے کہ وہ جھکنا نہ ہو جو قیام کی نسبت رکوع سے زیادہ قریب ہو، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عمران بن حصین سے یہ فرمان ہے جبکہ انہیں بواسیر کی تکلیف تھی کہ:

"صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلى جنب" [10]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، اگر نہ کر سکو تو کروٹ پر، اور نسائی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اگر نہ کر سکو تو چت لیٹ کر،

مریض کی نماز

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَى جُنُوبِهِمْ"[11]

وہ لوگ اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹ کر یاد کرتے ہیں۔

ابن مسعود اور کچھ دوسرے مفسرین نے کہا کہ یہ آیت نماز کے بارے میں ہے، یعنی اگر طاقت ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، بیٹھ بھی نہ سکو تو کروٹ پر لیٹ کر ہی پڑھ لو۔[12]

اور عمران بن حصین نے کہا مجھے بواسیر تھی تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"صل قائما فإن لم تستطع فقاعدا فإن لم تستطع فعلى جنب. والأفضل له. أن يصلي في أول الوقت فإن أخرها إلى آخر الوقت ليصليها في الأرض فلا بأس لعموم الأدلة. وحكم السيارة والقطار والسفينة"[13]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر، اور نسائی کی روایت میں ہے کہ نہ ہو سکے تو چت لیٹ کر، اور اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

گھٹنوں میں درد والے آدمی کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

شیخ البانی سے ایک سائل نے کہا کیا آدمی کے لیے جائز ہے کہ وہ گھٹنوں کے کچھ درد کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھے جبکہ وہ سو سیڑھیاں چڑھ سکتا ہے اور پانچ سیڑھیاں اتر نہیں سکتا، شیخ نے کہا ہم یہ کہیں گے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، اگر نہ کر سکو تو کروٹ پر، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو اس کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، سائل نے کہا یعنی وہ خود اپنے آپ کو زیادہ جانتا ہے، انسان خود اپنے اوپر گواہ ہے، شیخ نے کہا کیونکہ یہ چڑھنا اور اترنا ہے، صحت مند لوگ چڑھنے اور اترنے کے درمیان فرق کو محسوس نہیں کر سکتے، میں خود مثلاً گھٹنوں کے لحاظ سے اترنا میرے لیے چڑھنے سے آسان ہے، لیکن ہو سکتا ہے کوئی دوسرا آدمی اس کے برعکس ہو، اس لیے ہم کیوں اپنے آپ کو ان باریک باتوں کو سمجھنے میں ڈالیں جن میں لوگوں کی طاقتیں مختلف ہوتی ہیں، لیکن میں وہ قاعدہ بتا دیتا ہوں:

"لكن أنا أجيب القاعدة التي أراحنا الشارع الحكيم بها، وهو صَلِّ قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، وإلا فعلى جنب."[14]

جس سے حکمت والے شارع نے ہمیں راحت دی ہے اور وہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، ورنہ کروٹ پر۔

اکیلے صف کے پیچھے نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور دیکھے کہ اس کے سامنے والی صف بالکل مکمل ہے اور اس میں شامل ہونے کے لیے کہیں کوئی جگہ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے پوری کوشش کر کے اسی صف میں کوئی خلا تلاش کرے۔ اگر پوری کوشش کے باوجود اسے صف میں جگہ نہ ملے اور کوئی دوسرا نمازی بھی آ کر اس کے ساتھ نہ کھڑا ہو تو وہ مجبور ہے اور مجبوری کی حالت میں پیچھے اکیلے ہی نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لیتا ہے اور قیام والا رکن چھوڑنے کے باوجود اس کی نماز درست ہو جاتی ہے کیونکہ وہ مجبور تھا، اسی طرح صف میں مل کر نماز پڑھنا بھی نماز کا ایک رکن ہے اور اگر کوئی شخص جگہ ہوتے ہوئے جان بوجھ کر اکیلے کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہو گی، لیکن

"لم يستطع أن ينضم إلى الصف، فصلى وحده، فالصلاة صحيحة؛ لأن الله لا يكلف نفساً إلا وسعها."[15]

اگر جگہ نہ ہونے کی وجہ سے اکیلے کھڑا ہوا تو اس کی نماز صحیح ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

کشتی میں نماز

چاروں امام اس بات پر متفق ہیں کہ کشتی، ریل گاڑی، ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں فرض ہو یا نفل، نماز پڑھنا جائز ہے، اگر سواری رکی ہوئی ہو تو اس میں نماز بالکل ایسے ہی ہو جائے گی جیسے زمین پر ہوتی ہے، چاہے اس سے اترنا ممکن بھی ہو، اور اس میں رکوع سجدہ پورا کرنا اور ساری نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا ضروری ہو گا، اور جو شخص کھڑا ہو سکتا ہو اسے فرض نماز میں کھڑا ہونا بھی ہو گا، اور اگر سواری چل رہی ہو اور کنارے پر اترنا ممکن نہ ہو اور آدمی نے کھڑے ہو کر رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھ لی، یا اس لیے بیٹھ کر پڑھ لی کہ کھڑے ہونے سے اس کا سر چکرا جاتا ہے تو سب کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی، اور اگر وہ کھڑا بھی ہو سکتا تھا اور اتر بھی سکتا تھا پھر بھی اس نے بیٹھ کر رکوع سجدے کے ساتھ نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھائی تھی حالانکہ وہ خشک زمین پر اتر سکتے تھے، لیکن امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابو یوسف اور محمد کے نزدیک کشتی میں بیٹھ کر نماز صرف اس کی ہو گی جو اتر بھی نہ سکتا ہو اور کھڑا بھی نہ ہو سکتا ہو، اس کی دلیل عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"صَلِّ قائما. فإن لم تَسْتَطِعْ فقاعدا. فإن لم تستطع فعلى جنب أخرجه البخارى والنسائى وزاد: فان لم تستطع فمستلقياً لا يكلف الله نفسا إلا وسعها۔"[16]

نماز کھڑے ہو کر پڑھو، پھر اگر تم کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھو تو بیٹھ کر پڑھو، پھر اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ رکھو تو کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھو، اس حدیث کو بخاری اور نسائی نے روایت کیا ہے اور نسائی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر اگر کروٹ کے بل لیٹنے کی بھی طاقت نہ رکھو تو چت لیٹ کر پڑھو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

مسجد الحرام میں امام کے آگے مقتدیوں کی نماز

الفقہ المیسر میں ہے کہ مسجد الحرام میں امام کے آگے مقتدیوں کی نماز کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں، پہلا یہ ہے کہ نماز امام کے آگے مطلقاً صحیح نہیں ہے، چاہے عذر ہو یا بغیر عذر کے ہو، دوسرا یہ ہے کہ نماز امام کے آگے صحیح ہے چاہے بغیر عذر کے ہو لیکن کراہت کے ساتھ، تیسرا یہ ہے کہ نماز امام کے آگے صحیح نہیں ہے مگر ضرورت کے وقت، یا تو جگہ کی تنگی کی وجہ سے یا ازدحام کی وجہ سے، پس عذر کی وجہ سے نماز صحیح ہو جائے گی، اور واجب عذر کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے، اور اسی وجہ سے نمازی سے وہ چیزیں ساقط ہو جاتی ہیں جن سے وہ عاجز ہو جائے جیسے قیام اور قراءت اور ستر عورت کے لیے لباس اور طہارت وغیرہ، اور اس کی دلیل وہ آیات اور احادیث ہیں جو حرج کے اٹھ جانے پر اور استطاعت کے بقدر تکلیف پر دلالت کرتی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے کہ اللہ کسی جان کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، اور اس فرمان میں ہے کہ جتنی تمہاری طاقت ہو اتنا اللہ سے ڈرو، اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ

"صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ...، وهذا القول هو رواية عن مالك رحمه الله وهو اختيار شيخ الإسلام ابن تيمية، وما يقع في الحرم المكي في موسم الحج مُنَزَّلٌ على هذا القول لأنه مظنة الزحام۔"[17]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، اور یہ قول مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت ہے اور یہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا اختیار کردہ قول ہے، اور جو کچھ حرم مکی میں حج کے موسم میں واقع ہوتا ہے اسے اسی قول پر محمول کیا جاتا ہے کیونکہ وہ ازدحام کا محل ہے۔

عجز کی وجہ سے سترہ کا ساقط ہونا

عاجز کے سترہ کے بارے فقہاء کا اختلاف ہے۔ جن لوگوں نے کہا کہ سترہ ایسی شرط ہے جو مجبوری میں ختم ہو جاتی ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، اگر ہمیں ان کاموں کا حکم دیا جاتا جو ہم کر ہی نہیں سکتے تو یہ تنگی اور طاقت سے زیادہ بوجھ ہوتا، اور اللہ نے اس دین سے تنگی کو ختم کر دیا

ہے، دوسری دلیل یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس حال پر چھوڑ دو جس پر میں نے تمہیں چھوڑا ہے، تم سے پہلے لوگ زیادہ سوالوں اور اپنے نبیوں سے جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے، جب میں کسی چیز سے روکوں تو اس سے رک جاؤ،

"وإذا أمرتكم بأمر فَأْتُوا منه ما استطعتم."[18]

اور جب کسی کام کا حکم دوں تو جتنا کر سکو اتنا کرو، اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی کام کا حکم تبھی ہوتا ہے جب وہ کیا جا سکے، اس لیے جب آدمی کسی شرط یا فرض سے عاجز ہو جائے تو وہ اس پر واجب نہیں رہتا، اسی لیے فقہاء نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ مجبوری میں کوئی واجب نہیں رہتا، اور ضرورت میں کوئی حرام نہیں رہتا، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ عبادت کسی شرط سے عاجز ہونے پر ختم نہیں ہوتی بلکہ جتنا ہو سکے اتنا پڑھے اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے کہ جتنی طاقت ہو اتنا اللہ سے ڈرو، اور دوسری دلیل عمران بن حصین کی حدیث ہے کہ انہیں بواسیر تھی تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"صَلِّ قائمًا فإن لم تستطع فقاعدًا، فإن لم تستطع فعلى جنب."[19]

"فتجب الصلاة بحسب الإمكان، وما عجز عنه من الشروط والفروض يسقط عنه."[20]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، نہ ہو سکے تو بیٹھ کر، نہ ہو سکے تو کروٹ پر، اس لیے نماز جتنی ہو سکے اتنی واجب رہے گی، اور جس شرط سے عاجز ہو جائے وہ اس سے ختم ہو جائے گی۔

ہجوم میں رمی کا مسئلہ

اگر انسان لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے رمی نہ کر سکے جیسے کوئی بوڑھا آدمی ہو یا مریض ہو یا عورت ہو اور اس جیسے دوسرے کمزور لوگ ہوں تو کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی کو اپنا وکیل بنا دے، اس مسئلے میں علماء کے درمیان اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر وہ رمی کی طاقت نہیں رکھتا تو رمی اس سے ساقط ہو جائے گی، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے دلیل لی ہے کہ جتنی تمہاری طاقت ہو اتنا اللہ سے ڈرو، اور یہ شخص طاقت نہیں رکھتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی دلیل لی ہے جو آپ ﷺ نے نماز کے بارے میں فرمایا جو کہ حج سے بھی بڑی عبادت ہے:

"صل قائماً، فإن لم تستطع فقاعداً، فإن لم تستطع فعلى جنب فأسقط عنه القيام مع أنه ركن؛ لأنه عاجز، فمن العلماء من قال: إذا عجز عن الرمي سقط عنه."[21]

کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر نہ کر سکو تو بیٹھ کر، اگر نہ کر سکو تو کروٹ پر، تو آپ نے قیام کو ساقط کر دیا حالانکہ وہ رکن ہے، اس لیے کہ وہ عاجز تھا، تو بعض علماء نے کہا کہ جب رمی سے عاجز ہو جائے تو وہ ساقط ہو جائے گی، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت سخت ہجوم میں بڑا آدمی اور طاقتور مرد بھی بمشکل رمی کر پاتا ہے اور بسا اوقات وہ دور سے ہی کنکری پھینکتا ہے، ممکن ہے کنکری جگہ پر گرے یا نہ گرے، اور عورتوں کا معاملہ تو حقیقت میں بہت مشکل ہے، وہ کمزور ہوتی ہیں، باپردہ ہوتی ہیں، باحیا ہوتی ہیں، بسا اوقات ہجوم میں عورت کی چادر گر جاتی ہے اور وہ بغیر چادر کے باہر آ جاتی ہے، اور بسا اُوقات حاملہ ہو تو وہ گر جاتی ہے، اور بسا اوقات اسے چکر آ جاتا ہے، اور اللہ کی قسم اسلام یہ نہیں لایا، کیونکہ اللہ نے اپنی عظیم کتاب میں فرمایا ہے کہ اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، اور فرمایا ہے کہ اس نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی، تو ہم اپنے آپ کو تنگی میں کیوں ڈالیں جبکہ اللہ نے ہم پر وسعت کر دی ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، پس اگر انسان رمی سے عاجز ہو تو بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ ساقط ہو جائے گی، کیونکہ تمام واجبات عجز کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں، اور بعض نے کہا ہے کہ وہ کسی کو وکیل بنا دے، اور انہوں نے سنن میں موجود اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ صحابہ کرام بچوں کی طرف سے رمی کرتے تھے، انہوں نے کہا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس امت کے بہترین لوگ ہیں بلکہ تمام لوگوں سے بہترین ہیں، جب وہ اپنے بچوں کی طرف سے رمی کے لیے وکیل بنتے تھے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رمی میں وکالت جائز ہے، اور وہ یہ کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کرتے تھے، اور یہ قول زیادہ احتیاط والا اور ذمہ سے بری کرنے والا ہے کہ جس پر رمی مشکل ہو وہ کسی کو وکیل بنا دے۔

سفارشات

اس آرٹیکل کے تناظر میں درج ذیل سفارشات کی جاتی ہیں۔

- سببِ ورود کو حکم کی بنیاد بنایا جائے۔ اس حدیث کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو بواسیر کی تکلیف تھی، اس لیے انہوں نے نماز کے بارے میں پوچھا۔ اس سے یہ سفارش نکلتی ہے کہ جب بھی اس حدیث سے مسئلہ نکالا جائے تو پہلے اس سبب کو سامنے رکھا جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم کسی صحت مند آدمی کو نہیں دیا تھا، بلکہ ایک مریض کو دیا تھا۔ اس لیے یہ حدیث مریض اور معذور کے لیے رخصت کی دلیل ہے، صحت مند کے لیے قیام چھوڑنے کی دلیل نہیں ہے۔

- سفارش کی جاتی ہے کہ طلبہ اور خطباء کو یہ بتایا جائے کہ قیام کا حکم اسی حدیث کے سبب سے سمجھا جائے۔ جس آدمی کو بواسیر جیسی تکلیف ہو اور وہ کھڑا نہ ہو سکے، اسی کے لیے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ جو کھڑا ہو سکتا ہے، اگر وہ بیٹھ کر پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہو گی۔
- استطاعت کے درجے سبب کے مطابق طے کیے جائیں۔ حدیث میں تین درجے آئے ہیں، کھڑے ہو کر، پھر بیٹھ کر، پھر کروٹ پر، اور نسائی کی روایت میں چت لیٹ کر۔ سفارش یہ ہے کہ مریض کی نماز کے فتوے میں یہی ترتیب رکھی جائے۔ پہلے دیکھا جائے کہ مریض کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں، پھر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں، پھر کروٹ پر لیٹ سکتا ہے یا نہیں۔ اپنی طرف سے کوئی نیا درجہ نہ بنایا جائے، اور نہ ہی پہلے ہی درجے سے رخصت دے دی جائے۔
- دوسرے مسائل پر قیاس کرتے وقت سبب کو سامنے رکھا جائے۔ آرٹیکل میں اس حدیث سے کشتی، جہاز، صف کے پیچھے اکیلے نماز، سترہ کا ساقط ہونا، امام کے آگے نماز اور ہجوم میں رمی جیسے مسائل پر استدلال کیا گیا ہے۔ سفارش یہ ہے کہ ان سب مسائل میں یہ اصول رکھا جائے کہ جیسے عمران رضی اللہ عنہ کے عاجز ہونے پر قیام ساقط ہوا تھا، ویسے ہی ہر جگہ عاجز ہونے پر واجب ساقط ہو گا۔ لیکن جہاں عجز نہ ہو، وہاں یہ حدیث دلیل نہیں بنے گی۔
- سفارش یہ ہے کہ مدارس اور جامعات میں نماز کے احکام پڑھاتے وقت اس حدیث کو صرف الفاظ کے ساتھ نہ پڑھایا جائے، بلکہ اس کا سببِ ورود بھی ساتھ پڑھایا جائے، تاکہ طالب علم کو یہ سمجھ آ جائے کہ حدیث کس سوال کے جواب میں آئی تھی۔ اس سے وہ آئندہ کسی بھی حدیث کو اس کے سبب سے کاٹ کر غلط فتویٰ نہیں دے گا۔
- سفارش یہ ہے کہ عوام کے لیے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا جائے کہ بیماری، بڑھاپا، گھٹنوں کا درد، سفر اور ہجوم سب عذر ہیں، اور اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اس لیے مریض کو شرمندہ نہ کیا جائے، بلکہ اس کو اس حدیث کے سبب کے ساتھ بتایا جائے کہ شریعت نے اس کے لیے آسانی رکھی ہے، اور وہ جیسی طاقت رکھتا ہے ویسے ہی نماز پڑھے۔

حواشی

[1] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب أَبْوَاب تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ ،باب إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ، ح ١٠٦٦۔

[2] البقرة:238

[3] عبد العزيز بن عبد الله، **شرح رسالة شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب في شروط الصلاة وأركانها وواجباتها** ،ص١٤۔

[4] مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري، **صحيح مسلم**، (القاهرة: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، ١٩٥٥)، كتاب صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا، بَاب جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا، وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا، ح ٧٣٠۔

[5] أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، **فتح الباري شرح صحيح البخاري** (بيروت: دار المعرفة، ١٣٧٩ ھ)، ٦: ٨٣۔

[6] محمود محمد خطاب السبکی، **الدین الخالص أو ارشاد الخلق إلی دین الحق**، تحقیق أمین محمود خطاب، ط۴ (القاهرة: المكتبة المحمودية السبكية، ١٩٧٧)، ٢: ١٣٩۔

[7] سورة البقرة: ٢٣٨

[8] أبو الطيب محمد صديق خان القِنَّوجي، **الروضة الندية ومعها التعليقات الرضية على الروضة الندية** (الرياض: دار ابن القيم للنشر والتوزيع؛ القاهرة: دار ابن عفان للنشر والتوزيع، ٢٠٠٣)، ١: ٣١٦.

[9] وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، **الموسوعة الفقهية الكويتية**، ط ٢ (الكويت: دار السلاسل، ١٤٠٤ھ)، ١٣: ٢٢٠۔

[10] محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب أَبْوَاب تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ ،باب إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ، ح ١٠٦٦۔

[11] سورة آل عمران:١٩١

[12] محمد بن علي الشوكاني، **فتح القدير**، ١ (دمشق، بيروت: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب، ١٤١٤ھ)، ١: ٤٧٢۔

[13] عبد العزيز بن عبد الله بن باز، **تحفة الإخوان بأجوبة مهمة تتعلق بأركان الإسلام**، ط ٢ (الرياض: وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، ١٤٢٣ھ)، ص ٨٤۔

[14] شادي بن محمد، **جامع تراث العلامة الألباني في الفقه**، (صنعاء: مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة، ٢٠١٥)، ٣: ١١٤۔

[15] آل نعمان، **جامع تراث العلامة الألباني في الفقه**، ٥: ٢٨٢۔

[16] ابن حجر العسقلاني، **فتح الباري شرح صحيح البخاري**، ٢: ٥٨٧۔

[17] عبد الله بن محمد الطيار، وعبد الله بن محمد المطلق، ومحمد بن إبراهيم الموسى، **الفقه الميسر**، (الرياض: مدار الوطن للنشر، 1432ھ)، ٩: ٥١۔

[18] البخاري، **صحيح البخاري**، كِتَاب الِاعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، بَاب الِاقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم. ٦٨٥٨

[19] البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب أَبْوَاب تَقْصِيرِ الصَّلَاةِ ،باب إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ، ح ١٠٦٦۔

[20] أبو عمر دبيان بن محمد الدبيان، **موسوعة أحكام الصلوات الخمس**، (المنصورة: دار اللؤلؤة للنشر والتوزيع، ١٤٤٦ھ-٢٠٢٤ء)، ٤: ٣١١۔

[21] العثيمين، **اللقاء الشهري**، اللقاء رقم ١٢، موقع الشبكة الإسلامية، http://www.islamweb.net

مصادر و مراجع

القرآن الكريم

ابن باز، عبد العزيز بن عبد الله، تحفة الإخوان بأجوبة مهمة تتعلق بأركان الإسلام، ط 2، الرياض: وزارة الشئون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد، 1423هـ

ابن باز، عبد العزيز بن عبد الله،شرح رسالة شيخ الإسلام محمد بن عبد الوهاب في شروط الصلاة وأركانها وواجباتها، س ن۔

آل نعمان، شادي بن محمد بن سالم،جامع تراث العلامة الألباني في الفقه،ط 1، صنعاء: مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية وتحقيق التراث والترجمة، 2015۔

البخاري، أبو عبد الله محمد بن إسماعيل الجعفي،صحيح البخاري،تحقيق مصطفى ديب البغا، ط 5، دمشق: دار ابن كثير، دار اليمامة، 1414هـ - 1993م۔

الدبيان، أبو عمر دبيان بن محمد،موسوعة أحكام الصلوات الخمس،ط 1،المنصورة: دار اللؤلؤة للنشر والتوزيع، 1446هـ - 2024م۔

السبكي، محمود محمد خطاب،الدين الخالص أو إرشاد الخلق إلى دين الحق،تحقيق أمين محمود خطاب، ط 4،القاهرة: المكتبة المحمودية السبكية، 1977۔

الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني،فتح القدير، ط 1،دمشق، بيروت: دار ابن كثير، دار الكلم الطيب، 1414هـ

الطيار، عبد الله بن محمد، وعبد الله بن محمد المطلق، ومحمد بن إبراهيم الموسى. الفقه الميسر. ط 1. الرياض: مدار الوطن للنشر، 1432هـ

العثيمين، محمد بن صالح بن محمد. اللقاء الشهري. دروس صوتية قام بتفريغها موقع الشبكة الإسلامية. http://www.islamweb.net

العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر. فتح الباري شرح صحيح البخاري. بيروت: دار المعرفة، 1379هـ

القِنَّوجي، أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن ، الروضة الندية ومعها التعليقات الرضية على الروضة الندية، الرياض: دار ابن القيم للنشر والتوزيع؛ القاهرة: دار ابن عفان للنشر والتوزيع، 2003۔

النيسابوري، مسلم بن الحجاج القشيري. صحيح مسلم. تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. القاهرة: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، 1955۔

وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية،الكويت. الموسوعة الفقهية الكويتية،الكويت: دار السلاسل؛ مصر: مطابع دار الصفوة، طبع الوزارة، 1404هـ۔